حیل فقہ اسلامی کے تناظر میں

Lawful Evasives in the Light of Islamic Fiqh

☆ پروفیسر ڈاکٹر دوست محمد

☆☆ پروفیسر ڈاکٹر صاحب اسلام

Abstract:

Heela (حیلہ) is an Arabic word used as a term in Islamic Jurisprudence. In English language it can be explained "evasiveness" which can be interrupted in to ways as a person may understand something else than the meaning of speaker without labelling the lie. It demands wisdom and minuteness to be used for achieving the objectives. It legitimately lawful evasiveness and sinful evasiveness all two dimensions fit. The valid evasiveness fulfill all the legal requirements. It has further three types. In first type although evasiveness may be invalid but the achieved purpose must be lawful and valid. For example, a woman, who has filed for divorced from her husband can present before jury the fake witness, in order to achieve her purpose. In second type an evasiveness may be used as mean of profit or hurdle from getting a loss. It has the relation of cause and effect. While in third type it has an element of ambiguity, which may be used to avoid the loss by misleading or giving false statement. Sinful evasiveness is the one which is used to achieve an illegal target. It is further divided into three types. In first type the evasiveness and the required purpose both stand illegal. In second type the evasiveness may be lawful but the targeted objective is unlawful. While in third type the evasiveness and the purpose both may be valid but these are manipulated to achieve an illegal purpose and objective.

☆ ڈائریکٹر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پشاور یونیورسٹی۔

☆☆ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پشاور یونیورسٹی۔

All the valid evasiveness have their proofs of validity in Qur'an and Hadith. Like a person may go against his own believes to save his life. The use of evasiveness is valid for a person if he does not want to cross the legal boundary. Prophet Muhammad (PBUH) also minimized the punishment for an ill and weak person. For invalid forms of evasiveness there are also proofs of being illegal. Like the Jews made strategy for fishing on Saturday. The evasiveness may be personal or impersonal. If it is use for negativity or corruption surely it is invalid and illegal but if it is used to achieve the lawful right and construction than it is valid and legal. An evasiveness may apply to any dimension of life.

حیلہ کی تعریف درج ذیل ہے:

حیلہ کے لغوی معنی:

لسان العرب میں ہے: "قال ابن سيده: اَلُحَوُلُ والحِيُلُ والُحِوَلُ والُحِيلَةُ والحَوِيُلُ والُمَحَالَةُ والاحتيالُ والتحولُ والتّحَيَلُ كل ذلك "الحذمه وجودة النظر والقدرة على دقة التصرف، والحِيَلُ والحِوَالُ جمع حيلة"[۱] **یعنی ابن سیدہ کے مطابق تمام مذکورہ الفاظ بشمول حیلہ کے ایک ہی مفہوم کے حال ہیں اور وہ مفہوم ہے:"کسی معاملے میں باریک بینی سے تصرف کرنے کی قدرت، جودتِ نظر اور عقلمندی ودانائی" اس کے بعد بتایا گیا ہے کہ "حِیَلَ اور حِوَلؔ" حیلہ کی جمع ہیں۔**

المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر میں ہے:"والحيلة الحذمةُ في تدبير الأمور وهو تقليب الفكر حتى يهتدى إلى المقصود "[۲] **اور حیلہ معاملات کی تدبیر میں حذاقت یعنی دانائی اور عقلمندی سے کام لینے کا نام ہے جس کا مطلب ہے کہ سوچ اور فکر کو پلٹ پلٹ کر مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے اس طرح جائزہ لیا جائے کہ مقصود تک رسائی ہو سکے۔**

حیلہ کے اصطلاحی معنٰی:

فقہاء حیلہ کو اس عام لغوی معنی کے بجائے اس کے خاص معنی میں استعمال کرتے ہیں اور وہ اس کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ حیلہ ایک خاص قسم کا تصرف اور عمل ہے جس کے ذریعے صاحب تصرف وعمل کا مفہوم ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوجاتا ہے۔ عرف میں اس کا غالب استعمال ایسے نادیدہ یعنی غیر جلی طریقے اختیار کرنے پر ہوتا ہے جن کے ذریعے اپنی غرض تک رسائی اور اس کی حصول میں کامیابی ہوتی ہے۔ لیکن تصرف کے یہ طریقے بغیر ذہانت وفطانت کے ذہن میں نہیں آسکتے۔ (۳)

حیلے کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کے بعد اب ہم حیلوں کی اقسام بیان کرتے ہیں۔

حیلوں کی اقسام:

شرعی اعتبار سے حیلے دو قسم کے ہیں:

۱۔ جائز حیلے ۲۔ ناجائز حیلے

جائز حیلے: (۴)

یہ وہ حیلے ہیں جن کے ذریعے گناہ سے بچتے ہوئے حلال رزق، کمائی اور مال ودولت یا حقوق تک رسائی ہوتی ہے یا باطل کو رفع کیا جاتا ہے۔ اور یہ وہ حیلے ہیں جو کسی شرعی اصول، قاعدے اور ضابطے کو منہدم نہیں کرتے اور نہ ہی کسی شرعی مصلحت سے متصادم ہوتے ہیں۔

جائز حیلوں کی اقسام: جائز حیلوں کی تین اقسام ہیں:

۱۔ پہلی قسم یہ ہے کہ حیلے تو ناجائز ہوں لیکن ان کے ذریعے کسی جائز یا مباح چیز یا عمل تک رسائی حاصل کی جائے۔ جیسے کہ ایک شخص کا کسی دوسرے شخص پر کوئی حق ہو لیکن وہ اس کا انکار کرے اور صاحبِ حق کے پاس کوئی گواہ بھی نہ ہو۔ تو ایسی صورت میں صاحبِ حق جھوٹے گواہ لا کر ان سے اپنے حق کے لئے گواہی دلوائے۔ حالانکہ حقیقت میں ان گواہوں کو صاحبِ حق کے حق کا کچھ علم نہیں ہوتا اور نہ ہی انہیں اس معاملے کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔

ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی اور پھر طلاق دینے سے منکر ہوگئے۔ عورت کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے۔ اس لئے وہ ایسے لوگوں سے گواہی دلواتی جنہوں نے شوہر کو طلاق دیتے ہوئے نہیں سنا۔ یعنی

گواہ تو جھوٹے ہیں لیکن جس بات کے لئے وہ گواہی دے رہے ہیں وہ حقیقت میں صحیح ہے۔

اسی طرح ایک شخص کا کسی پر قرض ہے اور قرض لینے والے کی کوئی امانت اس کے پاس رکھی ہوئی ہے۔قرضدار کا انکار کرتا ہے تو قرض دینے والا اس امانت سے منکر ہو جاتا ہے۔ جو مقروض کی طرف سے اس کے پاس رکھی ہوئی ہے۔

ان حیلوں کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ بیوی اپنے شوہر پر نان ونفقہ کا جھوٹا دعوی کر دے اور شوہر اس نان نفقہ کے جھوٹے دعوے سے بچنے کے لئے کہے کہ اس نے مجھے اپنے آپ سے متمتع ہونے کے لئے خود کو میرے سپرد نہیں کیا یا شوہر جھوٹے گواہ قائم کرے کہ اس کی بیوی بداخلاق یعنی نشوز کی مرتکب ہوئی ہے۔

۲۔ اس قسم کے حیلوں کی مثالیں وہ اسباب ہیں جن کو شارع نے ان کی مسببات کے حصول کا ذریعہ بنایا ہے۔مثلاً بیع یعنی خرید وفروخت کسی چیز کے مالک بننے کا سبب ہے اور اجارہ منافع کے حصول کا جائز ذریعہ ہے۔ اور اس طرح دوسرے عقود اور معاہدات ہیں۔اس قسم میں وہ حیلے بھی شامل ہوتے ہیں جو کسی فائدے کو حاصل کرنے اور کسی نقصان وضرر کو رفع کرنے کے لئے اختیار کئے جاتے ہیں۔

۳۔ تیسری قسم میں وہ حیلے آتے ہیں جو دراصل کسی جائز اور مباح مقصد وعمل یا چیز کے حصول کا ذریعہ نہ ہوں لیکن حیلہ کرنے والا ان کو جائز مقصد کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ان حیلوں کی مثال گفتگو میں اپنائی جانے والی جائز معاریض(۵) ہیں۔یعنی اپنے مقصد کو مبہم یا غیر واضح اور عدم صراحت کے ساتھ توریے کی صورت میں بیان کیا جائے۔

جائز حیلوں میں بعض وہ ہیں جن کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ سب ان کے جواز پر متفق ہیں۔ جبکہ بعض ایسے ہیں کہ جن کے جواز میں شک اور تردد کا عنصر پایا جاتا ہے۔اس لئے فقہاء،اور علماء کے درمیان ان کے جواز میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

ناجائز حیلے:

یہ وہ حیلے ہیں جو کسی ناجائز اور حرام چیز یا غرض اور مقصد تک پہنچنے اور اسے حاصل کرنے کے لئے ذریعے کے طور پر اختیار کئے جاتے ہیں۔یا دوسروں کے حقوق ہڑپ کرنے، باطل کو حق کا جامہ پہنانے اور اس میں جواز یا حق کا شبہ پیدا کرنے کے لئے ان کو ذریعہ بنایا جاتا ہے اور یہ وہ حیلے ہوتے ہیں جو کسی شرعی اصول، قاعدے یا ضابطے کو منہدم کرتے ہیں کسی شرعی مصلحت سے متصادم ہوتے ہیں۔

امام ابن قیمؒ نے اس قسم کے حیلوں پر بہت طویل بحث کی ہے اگرچہ ان کے اندازِ بیاں سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ حیلے مطلقاً ناجائز اور باطل ہیں اور کسی قسم کا حیلہ بھی جائز نہیں ہے۔ لیکن بالعموم فقہاء اور آئمہ کی رائے ان سے مختلف ہے۔ حیلوں کی مختلف اقسام ہیں جن میں سے بعض جائز ہیں اور بعض ناجائز مانے جاتے ہیں، اسلامی فقہ کے مصادر ان سے بھرے پڑے ہیں اور علماء وفقہاء کی اس تقسیم اور تنویع کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ بہر حال امام ابن قیم ایک حق گو اور حق پرست فقیہ، امام اور عالم ہیں، معقولات ومنقولات ہیں۔ ان کے موقف سے اختلاف تو کیا جاسکتا ہے لیکن ان کی رائے کو کلی طور پر رد نہیں کیا جاسکتا۔ اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ امام ابن قیمؒ کا دیگر آئمہ فقہائے کرام کے ساتھ صرف تعبیر کا اختلاف ہو، مقصد اور غرض میں کوئی اختلاف نہ ہو۔ قرآن وسنت کی نصوص سے بھی دونوں موقف مستنبط کرنے کی گنجائش موجود ہے۔(۷)

ناجائز حیلے تین قسم کے ہیں:(۸)

۱۔ پہلی قسم یہ ہے کہ حیلہ حرام اور ناجائز ہو اور اس کو اختیار کرنے کی غرض بھی حرام اور ناجائز کا حصول ہو۔ مثلاً ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں۔ اب اسے دوبارہ اپنے لئے حلال کرنے کی عار اور شرم سے بچنے کے لئے حیلہ اختیار کرے اور پہلے نکاح کے فاسد ہونے کا دعویٰ کردے اور کہے کہ ولی فاسق تھا یا گواہ فاسق تھے۔ اس لئے نکاح فاسد تھا۔ اور چونکہ نکاح فاسد میں طلاق دینا صحیح نہیں ہے۔ اس لئے طلاق نہیں ہوئی۔

۲۔ دوسری قسم یہ ہے کہ حیلہ اپنی ذات میں جائز ہو لیکن اس کو ناجائز اور حرام کے حصول کا ذریعہ بنایا جائے۔ مثلاً کوئی ڈاکہ ڈالنے یا کسی معصوم کی جان لینے کے لئے سفر کرے تو یہاں سفر تو جائز ہے لیکن اسے ایک ناجائز کام یعنی ڈاکہ زنی اور قتل ناحق کے لئے وسیلہ بنایا گیا ہے۔

۳۔ تیسری قسم یہ ہے کہ حیلہ ناجائز اور حرام کے لئے وسیلہ نہ بنایا گیا ہو بلکہ جائز اور مباح کے حصول کا وسیلہ ہو لیکن حیلہ کرنے والا اسے حرام اور ناجائز کے حصول کا وسیلہ بنادے مثلاً ایک قریب المرگ مورث اپنے وارث کے لئے وصیت کرے اور اس کے لئے حیلہ یہ اختیار کرے کہ وارث کے لئے ثبوتِ حق کا اقرار کرے اور اس اقرار کو وارث کے لئے وصیت کرنے کا وسیلہ بنائے۔ تو اقرارِ حق ایک جائز وسیلہ ہے لیکن اس کو وارث کے لئے وصیت کا ذریعہ بنانا ناجائز ہے۔ کیونکہ وارث کے لئے وصیت نہیں کی جاسکتی۔ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''ألا لا وصیة لوارث'' خبردار! وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں ہے۔

جائز حیلوں کے اثبات کے دلائل:(۹)

جائز حیلوں کی تعریف اور ان کی وضاحت وتفصیل بیان کی جاچکی، اب ان حیلوں کے اثبات کے دلائل دیئے جاتے ہیں۔

أ- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''إلا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان لا یستطعون حیلةً ولا یهتدون سبیلاً''(۱۰)

ترجمہ: ہاں جو مرد، عورتیں اور بچے واقعی بے بس ہیں اور نکلنے کا کوئی راستہ اور ذریعہ نہیں پاتے۔

یہاں حیلہ سے مراد کفار سے جان چھڑانے اور وہاں سے ہجرت کرکے ان سے نجات پانے کا رستہ ہے۔ اور یہ ایک پسندیدہ اور اچھا فعل ہے جو موجب ثواب ہے۔

ب- جائز اسباب کا اپنے مسبباب کے حصول کے لئے استعمال کرنا جائز ہے۔ جیسے کہ زندہ رہنے اور زندگی گزارنے کے لئے کھانا، پینا اور لباس پہننا جائز ہے۔ اسی طرح شرعی عقود ومعاہدات میں چاہے وہ واجب ہوں یا مستحب یا مباح، یہ سب اپنے مقاصد ومطالب کے حصول کے حیلے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب حیلہ بھی ایک جائز سبب ہو اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والا سبب بھی جائز ہو تو ایسے حیلے کی ممانعت کا کوئی مطلب نہیں بنتا۔

ج- بے شک وہ عاجز شخص جس کے پاس اپنی مصلحتوں کے حصول کا راستہ اور حیلہ بوجہ اس کی جہالت اور بے خبری کے نہ ہو تو اس کی اس حالت پر ترس کھایا جاسکتا ہے نہ کہ اسے ایک اچھی حالت قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ اس کے پاس خیر وشر کے ظاہری اور خفیہ طریقوں سے آگاہی اور ان کا تجربہ نہیں ہے تو اپنے جائز اور حلال مقاصد کے لئے جو اللہ رب العالمین اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہیں جائز حیلے استعمال کرنا ایک پسندیدہ عمل ہے۔ یہ گویا شر کے ظاہری اور خفیہ طریقوں کی پہچان اور ان کی معرفت ہے۔ جس کی وجہ سے وہ دھوکہ کھانے اور فریب میں مبتلا ہونے سے بچ نکلتا ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان(۱۱) رضی اللہ عنہ اپنے زمانے کے لوگوں میں سب سے زیادہ شر اور فتنوں کو جاننے والے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ لوگ رسول پاک ﷺ سے خیر اور بھلائی کے بارے میں پوچھتے تھے جبکہ میں آپ ﷺ سے شر اور برائی کے بارے میں سوال کرتا تھا تاکہ میں اسے جان کر اپنے آپ کو اس میں مبتلا ہونے سے بچا سکوں۔

د- اصل میں حیلوں کے ناجائز ہونے کا سبب یہ ہے کہ وہ کسی اصل شرعی حکم کو منہدم کرتے ہیں یا کسی شرعی

مصلحت سے متصادم ہوتے ہیں۔ پس اگر ان میں یہ وجوہات نہ پائی جائے تو وہ جائز ہوں گے۔(۱۱)

ھ- شریعت نے جان بچانے کے لئے کلمہ کفر کہہ دینے کی اجازت دی ہے۔ بشرطیکہ دل ایمان پر مطمئن ہو۔ اسی طرح ایک کافر اگر کلمہ پڑھ دے تو وہ اپنی جان بچالے گا۔ جس طرح حدیث میں ہے: ''فإذا قالوا لا إلـه إلا الله عصموا منّي دماء هم وأموالهم إلا بحقه ''(۱۲) یعنی اگر کلمۂ توحید'' لا إله إلا الله '' کا اقرار کرلیں تو وہ مجھ سے اپنی جان اور مال بچالیں گے۔ اِلا یہ کہ وہ کسی حق کی وجہ سے قابلِ مواخذہ ٹھہریں۔

مذکورہ بالا دونوں حالتوں میں انسان اپنی جان بچانے کے لئے حیلہ اختیار کرتا ہے۔ مسلمان ہونے کی صورت میں اگر اسے دھمکی دی جاتی ہے کہ اگر تم نے کلمۂ کفر نہ کہا تو تمہیں جان سے مار دیا جائے گا۔ تو وہ زبان سے کلمۂ کفر کہہ کر اپنی جان بچاتا ہے اور کافر ہونے کی صورت میں اسلام کے خوف سے زبان سے کلمہ کا اقرار کر کے اپنی جان بچاتا ہے۔ جبکہ وہ دونوں صورتوں میں وہ دل سے اس بات پر مطمئن نہیں ہوتا جس کو اپنی زبان سے اپنی جان بچانے کے لئے حیلے کے طور پر کہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جان بچانا ایک دنیاوی غرض ہے جس کے لئے اپنے ضمیر اور اعتقاد کے برعکس زبان سے الفاظ ادا کرنے کا یہ حیلہ جائز رکھا گیا ہے۔(۱۳)

و- بے شک حرام سے حلال کی طرف نکلنا اور گناہوں سے جان چھڑانا ایک وجوبی شرعی حکم ہے۔ اس لئے اس مقصد کے حصول کے لئے اسباب وذرائع کا استعمال بھی ایک مطلوب شرعی امر ہے۔ اور جائز حیلے اس سے نہیں نکل سکتے۔ اور جائز حیلوں کو اس صورت میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''وخذ بيدك ضغثاً و لا تحنث ''(۱۴)

ترجمہ: تنکوں کا ایک مٹھا لے اور اس سے ماردے، اپنی قسم نہ توڑو۔

یہ حانث ہونے سے بچنے کے لئے ایک حیلہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے بھی ایک کمزور شخص پر حد جاری کرنے کے لئے اس کے مطابق عمل کیا ہے۔ سنن میں حضرت ابوامامہ بن سہل کی حدیث ہے کہ رسول پاک ﷺ کے انصارِ صحابہ میں سے بعض نے ان کو بتایا کہ ان میں ایک شخص بیمار ہوگیا اور اتنا لاغر اور کمزور ہوا کہ ہڈیوں پر صرف چمڑا رہ گیا، تو ان میں سے کسی کی لونڈی اس کے پاس داخل ہوئی، وہ اسے دیکھ کر خوش ہوئے اور ان سے اس لونڈی کے ساتھ زنا ہوگیا۔ جب لوگ ان کی عیادت کے لئے آئے تو انہوں نے ان کو اس بات کی خبر دیدی۔ اور کہا کہ رسول پاک ﷺ سے میرے معاملے میں پوچھ کر بتاؤ۔ ان لوگوں نے رسول پاک ﷺ کو سارا واقعہ بتایا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ہم نے اس شخص سے زیادہ بیماری میں کسی کو نہیں دیکھا۔ اگر ہم اسے آپ کے پاس لے کر

آئیں تو اس کی ہڈیاں بوسیدہ اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔ وہ فقط ہڈیوں اور ان پر چمڑے سے عبارت ہے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ سوشاخیں لے کر ان سے اس شخص کو ایک دفعہ مارو۔(۱۵)

اس واقعے میں خود رسول کریم ﷺ نے حد زنا قائم کرتے ہوئے بیمار شخص کی بیماری اور کمزوری کا خیال کر کے حیلہ برائے نفاذ حد اختیار کیا جس سے دونوں مقصد حاصل ہو گئے۔ حد بھی قائم ہوگئی اور بیمار شخص کی جان بھی بچ گئی۔

اس واقعے سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ حضرت ابوسعید خدریؓ کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ایک شخص کو خیبر پر عامل مقرر فرمایا تو وہ آپ ﷺ کے پاس جنیب کھجور (ایک قسم کی کھجور) لے کر آیا۔ آپؐ نے اس سے پوچھا کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہیں۔ اس نے کہا نہیں اے اللہ کے رسول: ہم دو صاع کھجور دے کر اس کے بدلے میں ایک صاع یہ کھجور لیتے ہیں۔ اور تین صاع دے کر دو صاع یہ کھجور لیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو۔ اپنے کھجور کو دراہم کے بدلے فروخت کرو اور پھر ان دراہم کے بدلے جنیب کھجور خریدو۔(۱۶)

اس طرح آپ ﷺ نے زیادہ کھجور دے کر اس کے بدلے میں کم کھجور لینے کے اس طریقے سے نکلنے کا راستہ بتایا۔ کیونکہ یہ سود تھا جو جائز نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے حلال یعنی دراہم کے بدلے میں کھجور کی خرید و فروخت کی طرف رہنمائی فرمائی۔ یہ صاف اور واضح حیلہ ہے۔

ناجائز حیلوں کے حرام ہونے کے دلائل:

حرام حیلوں کی بنیاد دھوکہ، اشتباہ اور تدلیس پر قائم ہوتی ہے۔ اس طرح کے حیلے اختیار کر کے گویا ایک شخص اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے جو قطعاً حرام ہے۔ حرام حیلوں کے لئے جائز، ناجائز ہر طرح کے ذریعے اور وسائل استعمال کئے جاتے ہیں۔ تاکہ حرام اور ناجائز مقاصد واغراض حاصل کئے جا سکیں۔ متعدد نصوص اس طرح کے ناجائز حیلوں کی قباحت اور ان کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین''۔(۱۷)

ترجمہ: پھر تمہیں اپنی قوم کے ان لوگوں کا قصہ تو معلوم ہی ہے جنہوں سبت کا قانون توڑا تھا ہم نے انہیں کہہ دیا کہ بندر بن جاؤ اور اس حال میں رہو کہ ہر طرف سے تم پر دھتکار پھٹکار پڑے۔

یہاں واقعۂ سبت کا ذکر کیا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ہفتے کے دن مچھلیوں کا شکار کرنے سے منع کیا تو انہوں نے اس کے لئے ایک خاص چال چلی اور یہ حیلہ کیا کہ سب کے دن دریا کا پانی کاٹ لائے، جب ہفتہ کے دن مچھلیاں ان کے بنائے ہوئے حوض میں آجاتیں تو نکلنے کا راستہ بند کر دیتے اور اگلے دن اتوار کو جا کر پکڑ لاتے۔ تاکہ ہفتہ کے دن شکار کرنا صادق نہ آئے''(۱۸)

یہ ایک ناجائز حیلہ تھا جس کے ذریعے انہوں نے سبت کے قانون کو توڑا۔ اللہ ان کے دلوں کا حال جانتا تھا۔ اس لئے اس نے ان کے اس قبیح فعل پر ان کو سخت عذاب میں مبتلا کیا۔ اگرچہ انہوں نے بظاہر مباح کام کیا لیکن درحقیقت انہوں نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی ظاہری صورت بدل کر انہیں بندر بنا دیا اور بباطن ان کی انسانی صفات باقی رکھیں۔ (۱۹)

اس طرح کا ایک اور واقعہ ہے جو سورۂ قلم میں بیان ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ طائف کے ایک باغ والوں نے فقراء و مساکین کو اپنے باغ سے کچھ دینے سے بچنے کے لئے یہ حیلہ سوچا کہ صبح سویرے باغ میں پہنچ کر فقراء و مساکین کے آنے سے پہلے ہی پھل کاٹ لیں تاکہ انہیں کچھ نہ دینا پڑے۔ اللہ تعالیٰ جو دلوں کا حال جانتا ہے اس نے ان کی بدنیتی کی ان کو یہ سزا دی کہ ان کے باغ میں پہنچنے سے پہلے رات کو آسمانی آگ کے ذریعے ان کے اس باغ کو بھسم کر کے رکھ دیا۔ قرآن کریم میں اس واقعے کی منظرکشی اس طرح کی گئی ہے: فرمایا:

''إنا بلونهم كما بلونا أصحاب السبت، إذ أقسموا ليصرمونها ـــــ ألم لكم ألا تسبحون''(۲۰)

''ہم نے ان (اہل مکہ) کو اس طرح آزمائش میں ڈالا ہے۔ جس طرح ایک باغ کے مالکوں کو آزمائش میں ڈالا تھا۔ جب انہوں نے قسم کھائی کہ صبح سویرے ضرور اپنے باغ کے پھل توڑیں گے اور وہ کوئی انتشار نہیں کر رہے تھے۔ رات کو وہ سوئے پڑے تھے کہ تمہارے رب کی طرف سے ایک بلا اس باغ پر پھر گئی۔ اور اس کا ایسا حال ہو گیا جیسے کٹی ہوئی فصل ہو۔ صبح ان لوگوں نے ایک دوسرے کو پکارا کہ اگر پھل توڑنے ہیں تو صبح سویرے ہی اپنی کھیتی کی طرف نکل چلو۔ چنانچہ وہ چل پڑے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے تھے کہ آج کوئی مسکین تمہارے پاس باغ میں نہ آنے پائے۔ وہ کچھ نہ دینے کا فیصلہ کئے ہوئے صبح سویرے جلدی جلدی اس طرح وہاں گئے جیسے کہ وہ (پھل توڑنے پر) قادر ہوں۔ مگر جب باغ کو دیکھا تو کہنے لگے۔ ''ہم راستہ بھول گئے ہیں، ---نہیں، بلکہ ہم محروم رہ گئے''۔ ان میں سے جو سب سے بہتر آدمی تھا اس نے کہا ''میں نے تم سے کہا

نہ تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے''۔(۲۱)

ناجائز حیلوں کے بارے میں چند احادیث:

۱۔　بنی اسرائیل کے حیلوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:''لا ترتکبوا ما ارتکبت الیھود فتستحلوا محارم اللہ بأدنی الحیل''(۲۱) یعنی تم بنی اسرائیل کی طرح برائیوں اور ناجائز کاموں کا ارتکاب نہ کرو کہ معمولی حیلوں کے بہانے اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرلو۔

۲۔　حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ''لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المحلل والمحلل لہ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے مطلقہ کو حلال کرنے والے اور جس کے لئے وہ حلال کی جاتی ہے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔(۲۳)

اس حدیث میں جس مسئلے کی طرف اشارہ ہے۔وہ یہ ہے کہ مسلمان شوہر اپنی بیوی کو تین طلاق مغلظ دیدے۔پھر اس پر نادم اور پریشان ہو اور بیوی کو واپس اپنے نکاح میں لینے کے لئے یہ ناجائز حیلہ اختیار کرے کہ کسی دوسرے مسلمان مرد سے اس مطلقہ سے نکاح کرواکے پھر اسے طلاق دلوائے وتاکہ عدت پوری ہونے کے بعد پہلا شوہر دوبارہ اس سے نکاح کرلے۔حنفی مسلک کے مطابق اگرچہ اس شخص کا اس عورت سے دوبارہ نکاح صحیح ہوگا لیکن اس کے لئے اختیار کردہ یہ وحیلہ ناجائز ہے۔اسی لئے آپ ﷺ نے پہلے شوہر اور دوسرے شوہر دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔کیونکہ یہ اللہ کے دین سے ایک طرح کا مذاق ہے اور اس میں اس خاتون کی بے حرمتی اور رسوائی بھی ہے۔(۲۴)

۳۔　نیت کے حوالے سے رسول کریم ﷺ کی مشہور حدیث ہے: ''إنما الأعمال بالنیات وإن لکل امرئٍ ما نوی، فمن کانت ھجرتہ إلی اللہ ورسولہ فھجرتہ إلی اللہ ورسولہ، ومن کانت ھجرتہ لدنیا یصیبھا أو امر یتزوجھا فھجرتہ إلی ما ھاجر إلیہ''(۲۵)

ترجمہ: یقیناً اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی، پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہوگی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے معتبر ہوگی۔اور جس کی ہجرت دنیا کے پانے کے لئے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے ہوگی تو اس کی ہجرت اسی کے لئے سمجھی جائیگی۔

ہجرت بہت بڑی نیکی اور عبادت ہے۔لیکن اگر ظاہر میں ہجرت کی جائے لیکن بباطن کسی دنیوی غرض

کے لئے اسے وسیلے کے طور پر اختیار کیا جائے تو ظاہر ہے اس ہجرت پر ثواب نہیں ملے گا۔(۲۶)

۱۔　حیلوں کے مذکورہ بحث وتفصیل سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ حیلوں کی تقسیم ایک اور حوالے سے بھی کی جاسکتی ہے۔ حیلے انفرادی بھی ہوسکتے ہیں جن کا تعلق کسی فرد سے ہو مثلاً ایک شخص حیلہ کرتا ہے یا حیلے اجتماعی بھی ہوسکتے ہیں۔ مثلاً کوئی قوم، جماعت گروہ یا ریاست حیلے کرتی ہیں۔

وہ تمام حیلے جو کرپشن، خیانت بے ایمان جعل سازی ملاوٹ حرص ولالچ، غداری، نفس پرستی، ضمیر فروشی ظلم وناانصافی، استحصال، ذخیرہ اندوزی، وعدہ خلافی حقوق تلفی، غصب وفحاشی وعریانی، فسق وفجور، سرکشی، بغاوت، خباثت، قطعہ رحمی، سازش، قطع وغیرہ تمام گناہوں اور برائیوں کے لئے قانونی جواز کے راستے بن جاتے ہیں وہ ناجائز اوا ور حرام ہیں اس کے برعکس وہ حیلے جو حقوق کے حصول مظلوموں کی فریادرسی اور غریب وفقیر کی امداد بیوہ اور یتیم کی دادرسی اور پرورش وانصاف کی فراہمی۔ جبر وظلم وزیادتی دفاع، خواہشات نفس پر کنٹرول رشوت وکرپشن کا انسداد، فساد وبدأمنی سے نجات، دہشتگردی کا خاتمہ اور حلال رزق کی کمائی کے لئے آسانی روزگار کی فراہمی، جائز سفارش حق پرستی کا رجحان اور ایک پاکیزہ پرامن، مہذب، بااخلاق، خوشحال معاشرہ بنانے کے لئے حالات سازگار کرنے کی تمام وسائل وذرائع اور حیلے جائز۔ حق بلکہ مستحسن اور کارثواب ہے۔

حیلوں کی یہ تقسیم خاندان، معیشت، عدالت، سیاست اور ریاست الغرض زندگی کے تمام ہر شعبوں پر لاگو ہوتی ہے۔ اور اس لئے زندگی کے مختلف شعبوں میں بے ایمانی، ظلم وزیادتی اور حق تلفی اور خیانت وغیرہ ناجائز حیلوں میں شمار ہوں گے۔

حوالہ جات

۱۔　لسان العرب، ابن منظور الافریقی، الصحاح للجوہری، مادۃ حول)

۲۔　المصباح المنیر، فی غریب الشرح الکبیر، (مادہ حول)

مفردات القرآن، اصفہانی، کلمہ (حول)

۳۔　الاشباہ والنظائر، ابن نجیم، ص ۴۰۵۔

۴۔　موسوعۃ الفقہ الاسلامی، کویت، ص ۱۸/ ۳۳۰

۵۔ معجم لغۃ الفقہاء، قلعہ جی ص ۴۳۷
مصباح اللغات، اردو، ص ۵۴۴
۶۔ اعلام الموقعین، ابن قیم، ص ۳/ ۳۳۵
الموافقات للشاطبی، ۴/ ۱۹۸
۷۔ اعلام الموقعین: ۳/ ۳۳۵
۸۔ موسوعۃ الفقہ الاسلامی، ۱۸/ ۳۳۱
۹۔ المبسوط للسرخسی، ۳۰/ ۲۰۹، ۲۱۰۔
۱۰۔ النساء: ۹۸
۱۱۔ موسوعۃ الفقہ الإسلامی، ۱۸/ ۳۳۲
۱۲۔ صحیح مسلم، مسلم بن حجاج، کتاب الایمان، باب الأمر بقتال الناس حتی یقولوا لا إلہ إلا اللہ۔
۱۳۔ سورۃ ص ۳۸/ ۴۴
۱۴۔ المبسوط للسرخی، ۳۰/ ۲۱۴
۱۵۔ صحیح ابن ماجہ، حدیث رقم، ۲۰۸۶۔
سنن ابوداؤد، حدیث رقم: ۴۴۴۶
۱۶۔ مشکوۃ المصابیح۔
۱۷۔ سورۃ البقرہ: ۲/ ۶۵
۱۸۔ تفسیر ماجدی، ص ۲۸
۱۹۔ تفسیر عثمانی، ص ۲۲۷
۲۰۔ سورۃ القلم، ۶۸/ ۱۷
۲۱۔ تفسیر الجامع لإحکام القرآن، قرطبی، ۱۸/ ۲۳۹ تا ۲۴۵
۲۲۔ تفسیر ابن کثیر، سورۃ بقرہ: ۶۵، ج ۱/ ۱۰۸
۲۳۔ سنن الترمذی، کتاب الطلاق، باب وقال الترمذی حسن صحیح۔
۲۴۔ المبسوط، ۲۰۹ تا ۲۱۵

۲۵۔ صحیح البخاری، کتاب الاِیماب باب الوحی،

۲۶۔ فتح الباری، ابن حجر کتاب الحیل باب فی ترک الحیل، ص ۱۲/ ۳۲۹۔

۲۷۔ تفہیم القرآن، ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ۴/۳۴۲۔

مصادر و مراجع

۱۔ لسان العرب، ابن منظور الأفریقی، محمد بن مکرم نشر ادب حوزہ قم ایران۔

والصحاح، تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، اسماعیل بن حماد، مادہ (حول)

۲۔ المصباح المنیر، مادہ (حول) ط/ ۸/ ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۶/، دار العلم للملابین ص ۴۰۵۔

۳۔ الاشباہ والنظائر، ابن نجیم دار الہلال، ۱۹۹۹ء۔

۴۔ موسوعۃ الفقہ الاسلامی، الجزء ۱۸/ ۳۲۸، وزارۃ الاوقاف والشؤن الاِسلامیۃ، ط ۲/ ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰، ذات السلال کویت۔

۶۔ أعلام الموقعین عن کلام رب العالمین، شمس الدین، ابو عبداللہ، محمد بن أبی بکر، ابن قیم الجوزیۃ دار الجیل بیروت ۱۹۷۳ء، ۳/ ۳۳۵۔

۷۔ الموافقات للشاطبی، ابواسحاق ابراہیم الشاطبی دار الفکر، ۴/ ۱۹۸–۲۰۔

۸۔ معجم لغۃ الفقہاء، د/ رواس قلعجی، دار النفائس، بیروت، ط ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء، ص ۴۳۷۔

۹۔ مصباح اللغات، اردو، مولانا عبدالحفیظ بلیاوی، ص ۵۴۴

۱۰۔ المبسوط للسرخسی، شمس الدین، دار الفکر بیروت، ۱۴۰۶ھ، ۱۹۸۶م۔

۱۱۔ موسوعۃ الفقہ الاِسلامی، ۱۸/ ۳۳۲

۱۲۔ صحیح البخاری، کتاب الاِیمان باب اسلامک پبلشرز، لاہور، اچھرہ۔

۱۳۔ فتح الباری، ابن حجر احمد بن علی، دار الفکر، بیروت، ۱۲/ ۳۲۹۔

۱۴۔ صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج القشیر، کتاب الأیمان، باب الأمر، بقتال الناس فی یقولا۔

۱۵۔ سنن ابی داؤد، حدیث، ص ۴۴۴۶، سلیمان بن اشعث السجستانی۔

۱۶۔ تفسیر ابن کثیر، اسماعیل بن کثیر ومشکاۃ المصابیح، حدیث رقم ۲۶۸۷۔

۱۷۔ سنن الترمذی،محم بن عیسی الترمذی، کتاب الطلاق، وقال حسن صحیح۔

۱۸۔ سنن ابن ماجہ،حدیث رقم: ۲۰۸۷۔

۱۹۔ تفسیر ماجدی، مولانا عبدالماجد دریا آبادی، تاج کمپنی لمیٹڈ، کراچی، ص ۲۸۔

۲۰۔ تفسیر عثمانی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مجمع ملک فہد مدینہ منورہ، ص ۲۲۷

۲۱۔ تفسیر الجامع لأحکام القرآن القرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد، دار الفکر بیروت، سورۃ قلم، القرطبی، ص۲۳۹-۲۴۵۔

۲۲۔ مشکاۃ المصابیح، محمد بن عبداللہ الترمذی، مطبع المجتبائی دھلی ہند۔

۲۳۔ الصحاح تاج اللغۃ وصحاح القربیۃ، للجوہر، اسماعیل بن حماد، ط۱/۱۳۷۶/ ۱۹۵۶م، دار العلم للملائیین مادۃ (حول)۔